غزل

جناب آلمؔ مظفرنگری

چھڑا سکی نہ غمِ فکرِ دو جہاں سے مجھے — وہ اک امید کہ تھی مرگِ ناگہاں سے مجھے
گلہ اگر ہے تو ہے اپنی ہی فغاں سے مجھے — قفس میں لائی ہے یہی تو آشیاں سے مجھے
حریفِ دَیر۔ حرم ہے تو کس لئے اُس نے — کبھی یہاں سے پکارا کبھی وہاں سے مجھے
وجود بھی تو عدم ہی کی ایک منزل ہے — کہاں یہ لے کے چلی زندگی کہاں سے مجھے
یہ رنگ و بو کے مسلسل چمن میں ہنگامے — نہ روک دیں کہیں تکمیلِ آشیاں سے مجھے
وہ آج خود بھی ہیں مجبورِ عشق کے ہاتھوں — جو روکتے تھے کل اس شغلِ رائگاں سے مجھے
سُپرد کی تھی جنھیں میں نے کائناتِ چمن — وہ آج روکتے ہیں سیرِ گلستاں سے مجھے
سبب ہے گرمیِ پرواز کا بہاروں میں — وہ ربطِ خاص جو ہے برقِ آشیاں سے مجھے
مصیبتوں کا کبھی ختم سلسلہ نہ ہوا — غمِ دوام ملا عمرِ جاوداں سے مجھے
ہجومِ جلوۂ فصلِ چمن معاذ اللہ — قفس نظر نہیں آتا ہے آشیاں سے مجھے
تصورِ اپنی جوانی کا اور پیری میں — فسانہ یاد تو آیا مگر کہاں سے مجھے
کہاں سے شعرِ آلمؔ میں یہ مستیاں آئیں — یہ پوچھنا ہے اسی رندِ خوش بیاں سے مجھے

غزل

جنابِ سعادت نظیرؔ

میری خاموشی مری تقریر ہے — میری گمنامی مری تشہیر ہے
پھول تیرے حسن کی تصویر ہے — نغمۂ بلبل تری تقریر ہے
موت کیا ہے کچھ نہیں اس کے سوا — زندگی کے خواب کی تعبیر ہے
چاہے تو اس کو بنا، چاہے بگاڑ — ہاتھ میں تیرے تری تقدیر ہے
رنگ لایا قیدیوں کا اضطراب — ٹوٹنے کو پاؤں کی زنجیر ہے
جو بنا، بنت با صدائے انقلاب — خواب تھی اب خواب کی تعبیر ہے
موت جب آتی ہے جی اٹھتا ہوں میں — میری ہر تخریب میں تعمیر ہے
چاند میں تاروں میں، سورج میں نظیرؔ — جس میں دیکھو حسن کی تنویر ہے

اور ۲۲ ۔ یہ شعر میری شاعری کا نقطۂ آغاز ہیں اور تاریخ ... ۱۹۲۱ء کی بات ہے جب کہ میں ... بعد ... شعر گوئی احسن ہے۔